اگر وقف کی حالت میں تشدید کا تلفظ واضح طور سے نہ ہو تو اس سے یہ سمجھ لینا کہ تشدید حذف ہو چکی ہے اور جہاں اس کا تلفظ بآسانی ممکن ہے وہاں سے حذف کر دینا یہ صحیح اجتہاد نہیں۔ اور یہ کہنا کہ مشتقات کا قاف غیر مشدد پڑھا جاتا ہے خلاف واقعہ بھی ہے۔

مشتق اسم مفعول ہے اشتقاق سے۔ یہ مادہ مضاعف ہے (ش ق ق) مندرجہ ذیل الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے۔ مفرد کی صورت میں تشدید کا تلفظ نہیں ہوتا۔ ترکیب کی صورت میں تشدید پڑھی جاتی ہے۔

شق، شق القمر، شق اول ـــ حق، حقانی، حقِ ـــ مہم، مہمات ـــ محل، محلات ـــ ممتد، ممتدہ ـــ معتد، معتدہ ـــ سم، سمیات ـــ مرتد، مرتدین ـــ رد، ردجواب ـــ سدراہ ـــ ضد، ضدی ـــ جر، جرثقیل ـــ مد، ملات ـــ حد، حدنظر ـــ مختل، مختل الحواس، مختص، مختصات ـــ محب، محب صادق، محبین۔

بہر حال سحر صاحب کا اقدام دور رس نتائج کا حامل اور لائق تہنیت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حرکت میں برکت ہے اور اختلاف موجب رحمت ہے۔ اردو پر جو ہر چہار طرف سے حملے ہو رہے ہیں ان حملہ آوروں میں سے ایک گروہ ڈیزائنروں کا ہے جو کتابوں کے ڈسٹ کور اور ٹائیٹل پہ ڈیزائن بنا تے اردو کے خوبصورت نستعلیق خط پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ اور عجیب مضحکہ خیز نکٹا بوچا، لنجا لولا لنگڑا کا ناکترا خط ایجاد کرتے رہتے ہیں۔

راقم الحروف متعدد بار لکھ چکا ہے اور اب پھر عرض کرتا ہے کہ ایک زوردار مہم ان ڈیزائنروں کے خلاف بھی شروع ہونی چاہیئے۔ آخر کب تک اردو کے حامی مصنفین ادبا شعرا یہ ستم دیکھتے رہیں گے اور چوں نہیں کریں گے۔

آج کل کی مطبوعات کے ٹائیٹل اور ڈسٹ کور اٹھا کر دیکھئے اور

اسلاف کی محنتوں کی بربادی پر آنسو بہائیے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

دعائے صحت

پچھلے مہینہ کے رسالہ برہان میں حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ برہان کی علالت کی اطلاع دی گئی تھی۔ خدا کے فضل سے مولانا کی طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے۔ اور اسپتال سے تشریف لے آئے ہیں۔ موصوف یرقان (پیلیے کی بیماری) میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی سے بہت زیادہ متوقع ہوں کہ آپ بہت جلد صحت یاب ہوجائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ (آمین)

قارئین برہان اور اس ادارہ سے تعلق رکھنے والے حضرات سے میں دعائے صحت کی درخواست کرتا ہوں۔

عمید الرحمٰن عثمانی
پرنٹر و پبلشر و منیجر
رسالہ برہان دہلی

دقیقی طوسی

از مسز شاہدہ رشید شیروانی ایم۔ اے

سلسلہ سامانیہ کے ہر فرمانروا کا عہد اگرچہ بام ترقی کا ایک نیا پایہ ہے۔ لیکن نوح بن منصور کا زمانہ آخر البنا زل ہے۔ یہ فخر اسی دور کو حاصل ہے کہ عجم کا سرمایۂ فخر یعنی شاہ نامہ جن کو ابن الاثیر قرآن عجم کہتا ہے۔ اس کا ابتدائی خاکہ اسی عہد میں قائم ہوا۔

سامانی خاندان ابتداء سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ ان کے اسلاف کی داستان نثر سے نظم ہو کر عام زبانوں پر چڑھ جائے لیکن ابھی شاعری نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی کہ ایک عظیم الشان تاریخی سلسلہ شعری صورت اختیار کر جائے۔ نوح بن منصور جب ۳۶۵ھ میں تخت نشین ہوا تو پایۂ تخت یعنی بخارا میں بڑے بڑے شعراء موجود تھے۔ ان میں دقیقی خاص طور سے بخارا کا رہنے والا تھا۔

ابو منصور محمد بن احمد دقیقی، بقول رضا زادہ شفق، سامانی دور کا آخری بڑا شاعر ہے۔ اور سامانی دور کے شاعروں میں اس شاعر کو رودکی کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہے۔ عوفی کہتا ہے "اورا بسبب دقتِ معانی و رقت الفاظ دقیقی گفتندی"۔ لیکن عوفی کا یہ قول شک کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے

استادی کے رتبہ پر پہنچنے سے پہلے اسے دقیقی نہیں کہتے تھے اور بعد میں لوگوں نے اس کو دقیقی کہنا شروع کیا۔ ذبیح اللہ صفا نے بھی اس قول پر شک ظاہر کیا ہے۔

دقیقی کا سالِ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن اغلب یہ ہے کہ وہ قرن چہارم کے نیمہ اول کے اواسط میں پیدا ہوا۔ اس کے مولد کے بارے میں اختلاف ہے۔ عوفی نے اس کو طوسی لکھا ہے۔ بعض نے اس کو سمرقندی لکھا ہے، لیکن رضازادہ شفق کی تحقیق کے مطابق یہ بلخ کا رہنے والا تھا۔

فولدیکے اور ایتھے نے جن کے ہمنوا ذبیح اللہ صفا بھی ہیں یہ قیاس کیا ہے کہ دقیقی مذہب زردشت کا ماننے والا تھا۔ ذبیح اللہ صفا پوری طرح اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زردشتی مذہب کا پیرو تھا۔ اور اس بات کے جواب میں کہ اس کا نام مسلمانوں جیسا کیوں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ تاریخ میں بہت سے لوگ ہم کو ایسے ملتے ہیں جن کے نام مسلمانوں جیسے ہیں لیکن جن کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ مجوسی تھے۔ جیسے علی بن عباس مجوسی اہوازی، جو اہواز کا مشہور طبیب تھا۔ وہ دقیقی کے مذہب کے ثبوت میں چند اشعار بھی پیش کرتے ہیں جن میں دقیقی نے اپنے مذہب زردشتی پر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

دقیقی چار خصلت برگزیدہ ست　　بہ گیتی از ہمہ خوبی و زشتی
لب یاقوت رنگ و نالۂ چنگ　　مئ خوشرنگ وکیش زردشتی

یکی زردشت دارم آرزویست　　کہ پیشت زند را برخوانم از بر

بیزداں کہ ہرگز نبیند بہشت　　کسی کو ندارد رہِ زردھشت

لیکن ان اشعار سے یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دین زردھشتی کا ماننے والا تھا صحیح نہ

...نے صرف شاعروں کی ایک خاص رنگ کی ہوتی ہے ...کے علاوہ ایک معاملہ ...شعروں میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خود کو مذہب اسلام سے علٰحدہ ظاہر کرتے ہیں۔ خود امیر خسرو کا ایک بہت مشہور مصرعہ ہے:

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

خود اردو کے مشہور شاعر غالب کے اشعار میں بھی ہم کو مذہب کا کوئی واضح تصور نہیں ملتا ہے ایک جگہ وہ خود کہتے ہیں:

وفاداری بشرط استواری عین ایماں ہے
مرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایشیائی شاعری کا رجحان یہی تھا اس بات کو بہت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ پروفیسر براؤن نے اپنی مشہور کتاب "Literary History of Persia" میں اس کو پکا مسلمان لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ رضا قلی خاں ہدایت نے اپنی کتاب مجمع الفصحاء میں دقیقی کے ...اشعار عاشقانہ اشعار بھی درج کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر صنف ...میں کچھ کہتا ضرور ہے۔

دقیقی پہلے چغانی کے یا آل محتاج کے امیر الدولہ ابو سعید خاں منصور چغانی ...مداح تھا۔ دقیقی کا یہ شعر چغانیوں کے دربار سے اس کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے:

فرخندہ بر منصور باد سیف
چو تا ملک بر علیم دقیق چغانیاں

لیکن سب سے زیادہ دقیقی کو منصور بن نوح اور نوح بن منصور کے دور حکومت میں شہرت حاصل ہوئی کیونکہ جب دقیقی کی شہرت دور دور تک ہو گئی تو اسے ابو صالح

منصور بن نوح نے اپنے عہد میں ایک شاہنامہ کی تصنیف کا حکم دیا تھا۔ دقیقی نے یہ خدمت قبول کی اور شاہنامہ کی ابتدا کی۔ اس کے قصائد عہد سامانی کے امرا کی مدح میں ملتے ہیں:

۱۔ امیر ابو صالح منصور بن نوح سامانی۔

۲۔ امیر رضی ابو القاسم نوح بن منصور بن نوح (اس کے حکم سے شاہنامہ شروع کیا۔)

۳۔ امیر فخر الدولہ احمد بن محمد از آل محتاج۔

۴۔ امیر ابو سعید مظفر۔

۵۔ ابو نصر۔

دقیقی جوانی ہی کے زمانہ میں ایک غلام کے ہاتھوں قتل ہوا۔ مجمع الفصحا میں رضا قلی خاں ہدایت نے اس واقعہ کا سال سن ۳۴۱ھ لکھا ہے۔ یہ واقعہ یقیناً ۳۷۰ھ سے پہلے کا ہے۔

دقیقی کے اشعار کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ۲ ہزار اشعار نظم کئے اور کوئی کہتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ۔ تعداد کتنی بھی ہو لیکن فردوسی نے ان اشعار کو اپنے شاہنامہ میں نقل کیا ہے۔ اور ان ہی اشعار کی بدولت فردوسی نے ناکمل شاہنامہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

دقیقی حالانکہ جوانی ہی میں قتل ہو گیا تھا۔ لیکن وہ اس سن ہی میں ایک مشہور شاعر ہو گیا تھا اور بہت ہی کہنہ مشق شاعروں کا مقابلہ کرنے لگا تھا۔ اس کی استادی مسلّم ہو گئی تھی۔ دقیقی کے قصائد، غزلیات، قطعات پراگندہ صورت میں لباب الالباب، مع الفصحا، اور کتب تاریخ و ادب مثلاً تاریخ بیہقی، ترجمان البلاغۃ، حدائق السحر و کتب لغت فرس اسدی، لغت نامہ دہخدا کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ لیکن

ان پراگندہ اشعار سے دقیقی کی استادی، شاعری میں مہارت، دقتِ خیال اور لطافتِ معانی و روانی الفاظ پر یقین کامل ہو جاتا ہے۔

چند اشعار نمونہ کے طور پر جو پراگندہ شکل میں ہیں اور لغت نامہ دھخدا سے نقل کئے گئے ہیں درج ذیل ہیں:

برخیز و برافروز ہلا قبلہ زردشت
بنشیں و برافگن قاقم بر پشت
پس کس کہ زردشت بگردید دگر بار
ناچار کند لبوئی قبلہ زردشت
من سر دنیا بم کہ سر از آتش ہجران
آتشکدہ کشتہ دل و دیدہ چو چرخشت

دقیقی نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور کسی حد تک کامیاب شاعر بنا ہے۔ مثلاً مثنوی، قصیدہ، غزل۔ ان سب کا مختصر جائزہ زیر تحریر ہے۔

مثنوی

دقیقی کو ادب فارسی میں زندگانیٔ جاوید عطا کرنے والا اس کا گشتاسپ نامہ ہے جو ساتویں سامانی امیر نوح بن منصور کے حکم سے نظم کیا۔ یعنی شاہنامہ کا وہ ٹکڑا جو شرح سلطنت گشتاسپ اور ظہور زردشت اور جنگ مذہبی درمیانِ گشتاسپ وارجاسپ ہے لیکن دقیقی اس شاہنامہ کے ایک ہزار اشعار ہی کہہ پایا تھا کہ غلام کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اس شاہنامہ کے اشعار کی تعداد عوفی نے بیس ہزار اور مستوفی نے تیس ہزار لکھی ہے لیکن حقیقت میں دقیقی کی وفات کے بعد اشعار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ فردوسی نے ان اشعار کو من وعن نقل کیا ہے اور اس نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دقیقی کا کلام سبس

[illegible] ہے۔ [illegible] شاہنامہ کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے [illegible]

چو گشتاسپ را داد لہراسپ تخت
فرود آمد از تخت و بربست رخت

اور اس شعر کے ساتھ اختتام ہوتا ہے:

بر آواز خسرو نہادند گوش
سپردند او را ہمہ گوش و ہوش

شعر العجم میں علامہ شبلی نعمانی فردوسی اور دقیقی کا جب تقابل کرتے ہیں تو دقیقی کو فردوسی سے پست ضرور قرار دیتے ہیں۔ مگر ساتھ دقیقی کے کلام کو بھی مانتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ فردوسی نے کوئی نیا کام نہیں کیا۔ دقیقی شاعری کو ادھورا ختم کر کے چھوڑ گیا تھا فردوسی نے اس کو ختم کر کے شاہنامہ لکھ ڈالا۔ وہ لکھتے ہیں کہ دقیقی کے کلام میں بھی وہ بات ہے جو فردوسی کا سرمایۂ افتخار ہے۔ علامہ شبلی نعمانی کا مزید یہ بھی کہنا ہے کہ سب سے پہلے جس نے فارسی زبان کو عربی الفاظ کی آمیزش سے پاک کر کے مستقل زبان کی حیثیت دی۔ دقیقی ہے۔ ذیل کا یہ شعر اس مثال کا ایک نمونہ ہے:

چو گشتاسپ را داد لہراسپ تخت
فرود آمد از تخت و بربست رخت

لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ سب سے پہلے دقیقی نے سادہ زبان میں شاعری کی کیونکہ رودکی کے یہاں ہم کو دقیقی سے زیادہ سادگی اور سلاست ملتی ہے۔

قصیدہ

دقیقی نے شاعری کی صنف قصیدہ کو بھی بہت ترقی دی۔ اس کے جو تھوڑے بہت قصیدے باقی رہ گئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص رنگ اور